دس دلائل

ہستی باریتعالیٰ

تصنیف لطیف

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز

ملنے کا پتہ

عبد العظیم پروپرائیٹر احمدیہ بکڈپو

قادیان دار الامان

ہدیہ چھ نئے پیسے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افی اللہ شک فاطر السموات والارض

دلائل ہستی باری تعالیٰ

اس زمانہ میں عقائد و ایمانیات پر جو مادی دُنیا نے اِعتراضات کئے ہیں ان میں سے سب سے بڑا مسئلہ اِنکار ذات باری ہے۔ مشرک تو خدا کا شریک انکو بناتا ہے لیکن کم سے کم خدا تعالےٰ کے وجود کا تو قائل ہے دہریہ بالکل ہی اِنکاری ہے موجودہ سائنسوں نے ہر چیز کی بنیاد مشاہدات پر رکھی ہے اِسلئے دہریہ سوال کرتے ہیں کہ اگر کوئی خدا ہے تو ہمیں دِکھاؤ ہم بغیر دیکھے کے اسے کیونکر مان لیں۔ چونکہ اسوقت کی ہوا نے اکثر نوجوانوں کے دِلوں میں اس پاک ذات کے نقش کو مٹا دیا ہے اور کالجوں کے سینکڑوں طالبعلم اور بیرسٹر وغیرہ وجود باری کے منکر ہو رہے ہیں اور انکی تعداد روز افزوں ہے اور ہزاروں آدمی ایسے پائے جاتے ہیں۔ جو بظاہر قوم و ملک کے خوف سے اظہار تو نہیں کرتے لیکن فی الحقیقت اپنے دلوں میں وہ خدا پر کچھ یقین نہیں رکھتے۔ اِس لئے مینے ارادہ کیا کہ اگر اللہ تعا مجھے توفیق دے تو میں اِس پر ایک چھوٹا سا ٹریکٹ لکھکر شایع کروں شاید کسی سعید روح کو اِس سے فائدہ پہنچ جائے ۔

ا۔ دہریوں کا پہلا سوال یہ ہے کہ اگر خدا ہمیں دِکھا دو تو ہم مان لیتے ہیں۔

مجھے اِس سوال کے سُننے کا کئی بار موقع ملا ہے لیکن ہمیشہ اس کے سُننے سے حیرت ہوتی ہے اِنسان مختلف چیزوں کو مختلف حواس سے پہچانتا ہے کسی چیز کو دیکھکر کسی کو چھُو کر کسی کو سونگھ کر کسی کو سُن کر کسی کو چکھ کر رنگ کا علم دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ سونگھنے یا چھُونے یا

چکھنے سے نہیں پھر اگر کوئی شخص کہے کہ میں تو رنگ کو تب مانونگا کہ اگر مجھے اسکی آواز سنواؤ تو کیا وہ شخص بیوقوف ہے یا نہیں اسی طرح آواز کا علم سننے سے ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے فلاں شخص کی آواز دکھاؤ پھر میں دیکھکر مانونگا کہ وہ بولتا ہے تو کیا ایسا شخص جاہل ہوگا یا نہیں ایسا ہی خوشبو سونگھ کر معلوم ہوتی ہے لیکن اگر کوئی شخص طلب کرے کہ اگر تم مجھے گلاب کی خوشبو چکھا دو تو تب میں مانونگا تو کیا ایسے شخص کو دانا کہہ سکینگے اسکے خلاف چکھکر معلوم کرنے والی چیزوں یعنی ترشی شیرینی کڑواہٹ نمکینی کو اگر کوئی سونگھ کر معلوم کرنا چاہے تو کبھی نہیں کر سکتا پس یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو چیز سامنے نظر آئے اُسے تو ہم مان لیں اور جو چیز سامنے نظر نہ آئے اُسے نہ مانیں ورنہ اسطرح تو گلاب کی خوشبو لیمو کی ترشی شہد کی مٹھاس صبر کی کڑواہٹ لوہے کی سختی آواز کی خوبی سب کا اِنکار کرنا پڑیگا کیونکہ یہ چیزیں تو نظر نہیں آتیں۔ بلکہ سونگھنے چکھنے چھونے اور سننے سے معلوم ہوتی ہیں پس یہ اعتراض کیسا غلط ہے کہ خدا کو ہمیں دکھاؤ تب ہم مانینگے کیا یہ معترض گلاب کی خوشبو کو دیکھ کر مانتے ہیں یا شہد کی شیرینی کو پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق یہ شرط پیش کیجاتی ہے کہ دکھادو تب مانینگے ✦

علاوہ ازیں اِنسان کے وجود میں خود ایسی چیزیں موجود ہیں کہ جنکو بغیر دیکھے کے یہ مانتا ہے اور اسے ماننا پڑتا ہے کیا سب انسان اپنے دِل جگر دماغ انتڑیاں پھیپھڑے اور تلی کو دیکھکر مانتے ہیں یا بغیر دیکھے کے اگر ان چیزوں کو اسکے دکھانے کیلئے نکالا جاوے تو انسان اسی وقت مرجائے اور دیکھنے کی نوبت ہی نہ آئے ✦

یہ مثالیں تو مینے اِس بات کی دی ہیں کہ سب چیزیں صرف دیکھنے سے ہی معلوم نہیں ہوتیں بلکہ پانچ مختلف حواس سے ان کا علم ہوتا ہے اب میں بتاتا ہوں کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ جنکا علم بلا واسطہ ان پانچوں حواس سے بھی نہیں ہوتا بلکہ ان کے معلوم کرنے کا ذریعہ ہی اور ہے۔ مثلاً عقل یا حافظہ یا ذہن ایسی چیزیں ہیں کہ جن کا اِنکار دنیا میں کوئی بھی نہیں کرتا لیکن کیا کسی نے عقل کو دیکھا ہے یا سُنا یا چکھا سونگھا یا چھُوا ہے پھر کیونکر معلوم ہوا کہ عقل کوئی چیز ہے یا حافظہ کا کوئی وجود ہے پھر قوت ہی کو لے لو ہر انسان میں تھوڑی بہت قوت موجود ہے کوئی کمزور ہو یا طاقتور مگر کچھ نہ کچھ طاقت ضرور رکھتا ہے مگر کیا قوت کو آج تک کسی نے دیکھا یا سُنا یا چھُوا یا چکھا ہے پھر کیونکر معلوم ہوا کہ قوت بھی کوئی چیز ہے اسبات کو ایک جاہل سے جاہل انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اِن چیزوں کو ہم نے اپنے حواس

سے معلوم نہیں کیا۔ بلکہ ان کے اثرات کو معلوم کر کے ان کا پتہ لگایا ہے۔ مثلاً جب ہم نے دیکھا کہ انسان مختلف مشکلات میں گھر کر کچھ دیر غور کرتا ہے اور کوئی ایسی تدبیر نکالتا ہے جس سے وہ اپنی مشکلات دور کر لیتا ہے جب اسطرح مشکلات کو حل ہوتے ہوئے ہمنے دیکھا تو یقین کر لیا کہ کوئی چیز ایسی انسان میں موجود ہے جو ان موقعوں پر اس کے کام آتی ہے اور اس چیز کا نام ہم نے عقل رکھا۔ پس عقل کو بلا واسطہ ہم نے پانچوں حواسوں میں سے کسی سے بھی دریافت نہیں کیا بلکہ اس کے کرشموں کو دیکھکر اسکا علم حاصل کیا اسی طرح جب ہم نے انسان کو بڑی بڑی بوجھ اٹھاتے دیکھا تو معلوم کیا کہ اس میں کچھ ایسا مادہ ہے کہ جس کی وجہ سے یہ بوجھ اٹھا سکتا ہے اپنے سے کمزور چیزوں کو قابو کر لیتا ہے اور اس کا نام قوت یا طاقت رکھدیا۔

اسی طرح جسقدر لطیف سے لطیف اشیاء کو لیتے جاؤگے انکے وجود انسانوں کی نظروں سے غائب ہی نظر آئینگے اور ہمیشہ ان کے وجود کا پتہ ان کے اثر سے معلوم ہوگا نہ کہ خود انہیں دیکھکر یا سونگھ کر یا چکھ اور چھوکر

پس اللہ تعو کی ذات جو الطف سے الطف ہے اس کے علم حاصل کرنے کیلئے ایسی ایسی قیدیں لگانی کسطرح جائز ہو سکتی ہیں کہ آنکھوں کے دیکھے بغیر اسے نہیں مانینگے کیا بجلی کو کبھی کسی نے دیکھا پھر کیا کسی نے الکٹرسٹی کی مدد سے جو تار خبریں پہنچتی ہیں یا مشینیں چلتی ہیں یا روشنی کی جاتی ہے اسکا انکار کیا جا سکتا ہے ایتھر کی تحقیقات نے فزیکل علوم کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے لیکن کیا اب تک سائنس کے ماہرین اسکے دیکھنے سننے سونگھنے چھونے یا چکھنے کا کوئی ذریعہ نکال سکے لیکن اس کا وجود نہ مانیں تو پھر یہ بات حل ہی نہیں ہو سکتی کہ سورج کی روشنی دنیا تک پہنچتی کیونکر ہے پس کیسا ظلم ہے کہ ان شواہد کے ہوتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ خدا کو دکھاؤ۔ تو ہم مانینگے اللہ تعالےٰ نظر تو آتا ہے لیکن انہیں آنکھوں سے جو اس کے دیکھنے کے قابل ہیں۔ ہاں اگر کوئی اسکے دیکھنے کا خواہشمند ہو تو وہ اپنی قدرتوں اور طاقتوں سے دنیا کے سامنے ہے اور باوجود پوشیدہ ہونے کے سب سے زیادہ ظاہر ہے قرآن شریف میں اس مضمون کو نہایت ہی مختصر لیکن بےنظیر پیرایہ میں اللہ تعالےٰ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات ایسی ہے کہ نظریں اس تک نہیں پہنچ سکتیں بلکہ وہ نظروں تک پہنچتا ہے اور وہ لطیف اور خبردار ہے اس میں اللہ تعو نے انسان کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ تیری

نظر اس قابل نہیں کہ خدا کی ذات کو دیکھ سکے کیونکہ وہ تو لطیف ذات ہے اور لطیف اشیاء تو نظر نہیں آتیں جیسا کہ قوت ہے عقل ہے روح ہے بجلی ہے ایتھر ہے یہ چیزیں کبھی کسی کو نظر نہیں آتیں پھر خدا کی لطیف ذات تک انسان کی نظریں کب پہنچ سکتی ہیں ہاں پھر خدا کو لوگ کس طرح دیکھ سکتے ہیں اور اس کی معرفت کے حاصل کرنے کا کیا طریق ہے اسکا جواب دیا کہ وھو یدرک الابصار یعنی خود وہ نظروں تک پہنچتا ہے اور باوجود اسکے کہ نظر انسانی کی کمزوری کی وجہ سے اسکی کنہ تک نہیں پہنچ سکتی وہ اپنی طاقت اور قوت کے اظہار سے وہ اپنی صفات کاملہ جلوہ سے اپنا وجود آپ انسان کو دکھاتا ہے اور گو نظر انسانی اسکے دیکھنے سے قاصر ہے مگر وہ خود اپنا وجود اپنی لا انتہا قوتوں اور قدرتوں سے مختلف پیرائیوں میں ظاہر کرتا ہے کبھی قہری نشانوں سے کبھی انبیاء کے ذریعہ سے کبھی آثار رحمت سے اور کبھی قبولیت دعا سے۔

اب اس بات کے ثابت کر چکنے کے بعد کہ اگر اللہ تعالیٰ کو ماننا اس بات پر منحصر کیا جائے کہ ہم اسے دکھا دیں اور سوائے دیکھنے کے کسی چیز کو مانا ہی نہ جائے تو دنیا کی قریباً ۴/۵ اشیاء کا انکار کرنا پڑیگا اور بعض فلاسفروں کے قول کے مطابق تو کل اشیاء کا کیونکہ ان کا مذہب ہے کہ دنیا میں کوئی چیز نظر نہیں آتی بلکہ صرف صفات ہی صفات نظر آتی ہیں میں اسطرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ کون سے دلائل ہیں جن سے وجود باری تعالیٰ کا پتہ لگتا ہے اور انسان کو یقین ہوتا ہے کہ میرا خالق کوئی اور ہے اور میں ہی اپنا خالق نہیں

دلیل اوّل

میں اپنے اس عقیدہ کے ماتحت کہ قرآن شریف نے کمالات روحانی کے حصول کے تمام ذرائع بیان فرمائے ہیں ہستی باری کے کل دلائل قرآن شریف سے ہی پیش کرونگا وبن اللہ التوفیق اور چونکہ سب سے پہلا علم جو انسان کو اس دنیا میں آکر ہوتا ہے وہ کانوں سے ہوتا ہے اسلئے میں بھی سب سے پہلے سماعی دلیل ہی لیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى یعنی مظفر و منصور ہو گیا وہ شخص کہ جو پاک ہوا اور اسنے اپنے رب کا زبان سے اقرار کیا اور پھر زبان سے ہی نہیں بلکہ عملی طور سے عبادت کر کے اپنے اقرار کا ثبوت دیا۔ لیکن تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو حالانکہ انجام کار کی بہتری ہی اصلی بہتری اور دیرپا ہے اور یہ بات صرف قرآن شریف ہی پیش نہیں کرتا۔ بلکہ سب پہلی

کتابوں میں یہ دعویٰ موجود ہے چنانچہ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ نے جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی اسمیں بھی یہ تعلیم موجود ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخالفین قرآن پر یہ حجت پیش کی ہے کہ اپنی نفسانی خواہشوں سے بچنے والے خدا کی ذات کا اقرار کرنیوالے اور پھر اس کا سچا فرمانبردار بننے والے ہمیشہ کامیاب اور منظفر ہوتے ہیں۔ اور اس تعلیم کی سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ یہ بات پہلے مذاہب میں مشترک ہے چنانچہ اُسوقت کے بڑے مذاہب مسیحی یہودی اور کفار مکہ پر حجت کیلئے حضرت ابراہیم اور موسیٰ کی مثال دیتا ہے کہ انکو تو تم مانتے ہو انہوں نے بھی یہ تعلیم دی ہے پس قرآن شریف نے ہستی باری کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی دیا ہے کہ کل مذاہب اسپر متفق ہیں۔ اور سب اقوام کا یہ مشترک مسئلہ ہے چنانچہ جسقدر اس دلیل پر غور کیا جائے نہایت صاف اور سچی معلوم ہوتی ہے حقیقت میں کل مذاہب دنیا اس بات پر متفق ہیں کہ کوئی ہستی ہے جسنے کل جہان کو پیدا کیا مختلف ممالک اور احوال کے تغیر کی وجہ سے خیالات اور عقائد میں بھی فرق پڑتا ہے لیکن باوجود اس کے جسقدر تاریخی مذہب ہیں سب اللہ تعالیٰ کے وجود پر متفق اللسان ہیں گو اسکی صفات کے متعلق ان میں اختلاف ہو موجودہ مذاہب یعنی اسلام مسیحیت یہودیت بودھ ازم سکھ ازم ہندو ازم اور عقائد زرتشتی تو سب کے سب ایک خدا ایلوہیم پرم ایشور پرم آتما ست گرو یا یزدان کے قائل ہی ہیں مگر جو مذاہب کہ دنیا کے پردہ سے مٹ چکے ہیں۔ ان کے متعلق بھی آثار قدیمہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سب کے سب ایک خدا کے قائل اور معتقد تھے خواہ وہ مذاہب امریکہ کے جدا شدہ ملک میں پیدا ہوئے ہوں یا افریقہ کے جنگلوں میں خواہ روما میں خواہ انگلستان میں خواہ جاوا و سماٹرا میں خواہ جاپان اور چین میں خواہ سائبریا و منچوریا میں یہ اتفاق مذاہب کیونکر ہوا۔ اور کون تھا جس نے امریکہ کے رہنے والے باشندوں کو ہندوستان کے عقائد سے یا چین کے باشندوں کو اہل افریقہ کے عقائد سے آگاہ کیا پہلے زمانہ میں ریل و تار اور ڈاک کا یہ انتظام تو تھا نہیں جو اب ہے نہ اسطرح جہازوں کی آمدورفت کی کثرت تھی گھوڑوں اور خچروں کی سواری تھی اور بادبان جہاز آجکل کے دنوں کا سفر مہینوں میں کرتے تھے اور بہت سے علاقے تو اُسوقت دریافت بھی نہ ہوئے تھے۔ پھر ان میں مختلف المذاق اور مختلف الرسوم اور ایک دوسرے سے ناآشنا ممالک میں اس ایک عقیدہ پر کیونکر اتفاق ہو گیا من گھڑت ڈھکوسلوں میں تو دو آدمیوں کا اتفاق ہونا مشکل ہوتا ہے پھر کیا اسقدر قوموں کا اور ملکوں کا اتفاق جو آپس میں کوئی تبادلہ خیالات کا ذریعہ نہ رکھتی تھیں اسبات کی دلیل نہیں کہ یہ عقیدہ ایک امر واقعہ ہے اور کسی نامعلوم ذریعہ سے جسے اسلام نے

کھولدیا ہے ہر قوم پر اور ہر ملک میں اسکا اظہار کیا گیا ہے اہل تاریخ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جس
مسئلہ پر مختلف اقوام کے مورخ متفق ہو جاویں اسکی راستی میں شک نہیں کرتے پس جب اس
مسئلہ پر ہزاروں لاکھوں قوموں نے اتفاق کیا ہے تو کیوں نہ یقین کیا جاوے کہ کسی جلوہ کو دیکھکر
ہی سب دنیا اس خیال کی قایل ہوئی ہے +

دلیل دوم

دوسری دلیل جو قرآن شریف میں ہستی باری تعالےٰ کے متعلق دی ہے
ان آیات سے معلوم ہوتی ہے کہ تِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ
مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا
هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَ
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ پھر کچھ آیات کے
بعد فرمایا ہے کہ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ یعنے ایک دلیل ہے جو
ہمنے ابراہیم کو اسکی قوم کے مقابل میں دی اور ہم جس کے درجات چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں
تحقیق تیرا رب بڑا حکمت والا اور علم والا ہے اور ہم نے اسے اسحاق و یعقوب دیئے ہر ایک کو ہم
نے سچا راستہ دکھایا اور نوح کو بھی ہمنے سچا راستہ دکھایا ان سے پہلے اور اُسکی اولاد میں سے
داؤدؑ اور سلیمانؑ ایوبؑ یوسفؑ موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بھی اور ہم نیک اعمال میں کمال کرنے والوں
کے ساتھ اسی طرح سلوک کیا کرتے ہیں اور زکریاؑ یحییٰؑ عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو بھی راہ دکھایا۔ اور
یہ سب لوگ نیک تھے اور اسمٰعیلؑ اور یسعؑ اور لوطؑ کو بھی راستہ دکھایا اور ان سب کو ہم نے
اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی تھی اور پھر فرماتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے کہ جنکو خدا
نے ہدایت دی پس تو ان کے طریق کی پیروی کر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اس
قدر نیک اور پاک لوگ جس بات کی گواہی دیتے ہیں وہ مانی جائے یا وہ بات جو دوسرے
ناواقف لوگ کہتے ہیں اور اپنے چال چلن سے ان کے چال چلن کا مقابلہ نہیں کر سکتے سیدھی
بات ہے کہ انہیں لوگوں کی بات کو وقعت دی جاویگی جو اپنے چال چلن اور اپنے عمل سے دنیا پر
اپنی نیکی اور پاکیزگی اور گناہوں سے بچنا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا ثابت کر چکے ہیں پس ہر ایک
شخص کا فرض ہے کہ وہ انہیں کا تتبع کرے اور ان کے مقابل میں دوسرے لوگوں کی بات
کا انکار کردے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس قدر نیکی اور خلق کے پھیلانے والے گذرے ہیں اور

جنہوں نے اپنے اعمال سے دنیا پر اپنی راستی کا سکّہ بٹھا دیا تھا وہ سب کے سب اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ایک ایسی ہستی ہے جسے مختلف زبانوں میں اللہ یا گاڈ یا پرمیشور کہا گیا ہے ہندوستان کے راستباز رامچندرؑ کرشنؑ ایران کا راستباز زرتشتؑ مصر کا راستباز موسیٰؑ ناصرہ کا راستباز مسیحؑ پنجاب کا ایک راستباز نانکؒ پھر سب راستبازوں کا سرتاج عرب کا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو اسکی قوم نے بچپن سے صادق کا خطاب دیا اور جو کہتا ہے کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا یعنے تو تم میں اپنی عمر گذاری ہے کیا تم میرا کوئی جھوٹ ثابت کر سکتے ہو اور اسکی قوم کوئی اعتراض نہیں کرتی اور ان کے علاوہ اور ہزاروں راستباز جو وقتاً فوقتاً دنیا میں ہوئے ہیں یک زبان ہو کر پکارتے ہیں کہ ایک خدا ہے اور یہی نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے ملاقات کی۔ اور اس سے ہمکلام ہوئے بڑے سے بڑے فلاسفر جنہوں نے دنیا میں کوئی کام کیا ہو وہ ان میں سے ایک کے کام کا ہزارواں حصہ بھی پیش نہیں کر سکتے بلکہ اگر ان لوگوں اور فلاسفروں کی زندگی کا مقابلہ کیا جائے تو فلاسفروں کی زندگی میں اقوال سے بڑھکر افعال کے باب بہت ہی کم نظر آئینگے وہ صدق اور راستی جو انہوں نے دکھائی وہ فلاسفر کہاں دکھا سکے وہ لوگوں کو راستی کی تعلیم دیتے ہیں مگر خود جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے لیکن اس کے مقابلہ میں وہ لوگ جن کا نام میں اوپر لے چکا ہوں صرف راستی کی خاطر ہزاروں تکلیفوں کو برداشت کرتے رہے لیکن کبھی ان کا قدم اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ انکے قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے ان کو وطنوں سے خارج کیا گیا۔ ان کو گلیوں اور بازاروں میں ذلیل کرنے کی کوشش کیگئی ان سے کل دنیا نے قطع تعلق کر لیا مگر انہوں نے اپنی بات نہ چھوڑی اور کبھی نہ کیا کہ لوگوں کی خاطر جھوٹ بولکر اپنے آپ کو بچا لیتے اور ان کے عمل نے انکی دنیا سے نفرت نے نمائش سے علیحدگی نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ وہ بے غرض تھے اور کسی نفسانی غرض سے کوئی کام نہ کرتے تھے پھر ایسے صادق ایسے قابل اعتبار یکزبان ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے ملاقات کی۔ اسکی آواز سُنی اور اس کے جلوہ کا مشاہدہ کیا تو ان کے قول کا انکار کرنے کی کسی کے پاس کیا وجہ ہے جن لوگوں کو ہم روز جھوٹ بولتے سنتے ہیں وہ بھی چند ملکر ایک بات کی گواہی دیتے ہیں تو ماننا ہی پڑتا ہے جن کے احوال سے ہم بالکل ناواقف ہوتے ہیں وہ اخباروں میں اپنی تحقیقاتیں شایع کرتے ہیں تو ہم تسلیم کرینگے مگر نہیں مانتے تو ان راستبازوں کا کلام نہیں مانتے دنیا کہتی ہے کہ لنڈن ایک شہر ہے اور ہم اسے تسلیم کرتے ہیں جغرافیوں والے لکھتے ہیں کہ امریکہ ایک برّاعظم ہے اور ہم اسکی تصدیق کرتے ہیں سیّاح کہتے ہیں کہ سائیبریا ایک وسیع اور غیر آباد علاقہ ہے اور ہم اس کا

انکار نہیں کرتے کیوں؟ اسلئے کہ بہت سے لوگوں کی گواہی اسپر ہوگئی ہے حالانکہ ہم ان گواہوں کے حالات سے واقف نہیں کہ وہ جھوٹے ہیں یا سچے مگر اللہ تعالیٰ کے وجود پر عینی گواہی دینے والے وہ لوگ ہیں کہ جن کی سچائی روز روشن کیطرح عیاں ہے انہوں نے اپنے مال وجان وطن عزت وآبرو کو تباہ کرکے راستی کو دنیا میں قائم کیا پھر ان سیاحوں اور جغرافیہ والوں کی بات کو ماننا اور ان راستبازوں کی بات کو نہ ماننا کہاں کی راستبازی ہے۔ اگر لنڈن کا وجود چند لوگوں سے سنکر ثابت ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وجود ہزاروں راستبازوں کی گواہی پر کیوں ثابت نہیں ہوسکتا غرضیکہ ہزاروں راستبازوں کی شہادت جو اپنے عینی مشاہدہ پر خدا تعالیٰ کے وجود کی گواہی دیتے ہیں کسی صورت میں بھی رد کے قابل نہیں ہوسکتی تعجب ہے کہ جو اس کوچہ میں پڑے ہیں وہ تو سب باتفاق کہہ رہے ہیں کہ خدا ہے لیکن جو روحانیت کے کوچہ سے بالکل بے بہرہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کی بات نہ مانو کہ خدا نہیں ہے حالانکہ اصول شہادت کے لحاظ سے اگر دو برابر کے راستباز آدمی بھی ایک معاملہ کے متعلق گواہی دیں تو جو کہتا ہے کہ مینے فلاں چیز کو دیکھا۔ اسکی گواہی کو اسکی گواہی پر جو کہتا ہے مینے اس چیز کو نہیں دیکھا ترجیح دی جائیگی کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے ایک کی نظر اس چیز پر نہ پڑی ہو لیکن یہ ناممکن ہے کہ ایک نے نہ دیکھا ہو اور سمجھ لے کہ مینے دیکھا ہے پس خدا کے دیکھنے والوں کی گواہی اس کے منکروں پر بہر حال حجت ہوگی۔

دلیل سوم تیسری دلیل جو قرآن شریف سے معلوم ہوتی ہے یہ ہے کہ انسان کی فطرت خود خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہے کیونکہ بعض ایسے گناہ ہیں کہ جنکو فطرت انسانی قطعی طور پر ناپسند کرتی ہے ماں بہن اور لڑکی کے ساتھ زنا ہے پاخانہ پیشاب اور اس قسم کی نجاستوں کے ساتھ تعلق ہے جھوٹ ہے یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ جن سے ایک دہریہ بھی پرہیز کرتا ہے مگر کیوں؟ اگر کوئی خدا نہیں تو کیوں؟ وہ کیوں ماں اور بہن اور دوسری عورتوں میں کچھ فرق جانتا ہے جھوٹ کو کیوں برا جانتا ہے کیا دلائل ہیں کہ جنہوں نے مذکورہ بالا چیزوں کو اسکی نظر میں بدنما قرار دیا ہے اگر کسی بالائی طاقت کا رعب اس کے دل پر نہیں تو وہ کیوں ان سے احتراز کرتا ہے اسکے لئے تو جھوٹ اور سچ ظلم اور انصاف سب ایک ہی ہونا چاہیئے جو دل کی خوشی ہوئی کر لیا وہ کونسی شریعت ہے جو اسکے جذبات پر حکومت کرتی ہے جس نے دل پر اپنا تخت رکھا ہے اور گو ایک دہریہ زبان سے اسکی حکومت سے نکل جائے لیکن وہ اسکی بنائی ہوئی فطرت سے باہر نہیں نکل سکتا اور گناہوں سے اجتناب یا انکے اظہار سے اجتناب اسکے لئے ایک دلیل ہے کہ کسی بادشاہ کی جوابدہی کا

خوف ہے جو اس کے دل پر طاری ہے گو وہ اسکی بادشاہت کا انکار ہی کرتا ہے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ یعنی جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ نہ خدا ہے نہ جزا سزا ہے ایسا نہیں بلکہ ہم ان امور کی شہادت کیلئے دو چیزیں پیش کرتے ہیں ایک تو اسبات کو کہ ہر بات کیلئے ایک قیامت کا دن مقرر ہے جس میں کہ اسکا فیصلہ ہوتا ہے اور نیکی کا بدلہ نیک اور بدی کا بدلہ بد ملجاتا ہے اگر خدا نہیں تو جزا سزا کیونکر مل رہی ہے اور جو لوگ قیامت کبریٰ کے منکر ہیں وہ دیکھ لیں کہ قیامت تو اس دنیا سے شروع ہے زانی کو آتشک و سوزاک ہوتا ہے شادی شدہ کو تو نہیں ہوتا حالانکہ دونوں ایک ہی کام کر رہے ہوتے ہیں دوسری شہادت نفس لوّامہ ہے یعنی انسان کا نفس خود ایسے گناہ پر ملامت کرتا ہے کہ یہ بات بُری ہے اور گندی ہے دہریہ بھی زنا اور جھوٹ کو بُرا جانینگے تکبر اور حسد کو اچھا نہ سمجھینگے مگر کیوں؟ ان کے پاس تو کوئی شریعت نہیں اسلئے نہ کہ ان کا دل بُرا مانتا ہے اور دل اسی لئے بُرا مانتا ہے کہ مجھے اس فعل کی ایک حاکم اعلےٰ کی طرف سے سزا ملیگی گو وہ لفظوں میں ادا نہیں کر سکتا اسی کی تائید میں ایک اور جگہ قرآن شریف میں ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا اللہ تعالیٰ نے ہر نفس میں نیکی اور بدی کا الہام کر دیا ہے پس نیکی بدی کا احساس خود خدا کی زبردست دلیل ہے اگر خدا نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک چیز کو نیک اور ایک کو بد کہا جاوے جو دل میں آئے لوگ کیا کریں۔

چوتھی دلیل | چوتھی دلیل جو قرآن شریف سے ذات باری کے متعلق معلوم ہوتی ہے یہ ہے وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ......

یعنی یہ بات ہر ایک نبی کی معرفت ہم نے پہنچا دی ہے کہ ہر ایک چیز کا انتہا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی جا کر ہوتا ہے اور خواہ خوشی کے واقعات ہوں یا رنج کے وہ خدا ہی کی طرف سے آتے ہیں اور موت اور حیات سب اسی کے ہاتھ میں ہیں اور اسنے مرد و عورت دونوں کو پیدا کیا ہے ایک چھوٹی سی چیز سے جسوقت وہ ڈالی گئی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسطرف متوجہ کیا ہے کہ ہر ایک فعل کا ایک فاعل ہوتا ہے ضرور ہے کہ ہر کام کے کرنے والا بھی کوئی ہو پس اس تمام کائنات پر اگر غور کرو گے تو ضرور تمہاری رہنمائی اسطرف ہوگی کہ سب اشیاء آخر جا کر ذات باری پر ختم ہوتی ہیں

اور وہی انتہا ہے تمام اشیا کی اور اسی کے اشارے سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے چنانچہ اللہ تعالٰے نے انسان کو اسکی ابتدائی حالت کیطرف متوجہ کر کے فرمایا ہے کہ تمہاری پیدائش تو ایک نطفہ سے ہے اور تم تو جوں جوں پیچھے جاتے ہو پھر تم کیونکر اپنے خالق ہو سکتے ہو جب خالق کے بغیر کوئی مخلوق ہو نہیں سکتی اور انسان اپنا آپ خالق نہیں ہے کیونکہ اسکی حالت پر جسقدر غور کریں وہ نہائت چھوٹی اور ادنیٰ حالت سے ترقی کر کے اس حالت کو پہنچا ہے اور جب وہ موجودہ حالت میں خالق نہیں تو اس کمزور حالت میں کیونکر خالق ہو سکتا تھا تو ماننا پڑیگا کہ اسکا خالق کوئی اور ہے جسکی طاقتیں غیر محدود اور قدرتیں لا انتہا ہیں غرضیکہ جسقدر انسان کی درجہ بدرجہ ترقی پر غور کرتے جائیں اسکے اسباب باریک سے باریک تر ہوتے جاتے ہیں اور آخر ایک جگہ جاکر تمام دنیاوی علوم کہدیتے ہیں کہ یہاں اب ہمارا دخل نہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ کیوں ہو گیا اور وہی مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالٰے کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے اور ہر ایک سائنس دان کو آخر ماننا پڑتا ہے کہ الی ربك المنتھی یعنی ہر ایک چیز کی انتہا ہوتی ہے اور آخر ایک ایسی ہستی پر ہوتی ہے کہ جسکو وہ اپنی عقل کے دائرہ میں نہیں لا سکتے اور وہی خدا ہے یہ ایک موٹی دلیل ہے کہ جسے ایک جاہل سے جاہل انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔

کہتے ہیں کہ کسی نے ایک بدوی سے پوچھا تھا کہ تیرے پاس خدا کی کیا دلیل ہے۔ اسنے جوابدیا کہ جنگل میں ایک اونٹ کی مینگنی پڑی ہوئی ہو تو میں دیکھکر بتا دیتا ہوں کہ یہاں کوئی اونٹ گذرا ہے پھر اتنی بڑی مخلوقات کو دیکھکر میں معلوم نہیں کر سکتا کہ اسکا کوئی خالق ہے[1] واقعی یہ جواب ایک سچا اور فطرت کے مطابق جواب ہے اور اس مخلوقات کی پیدائش کیطرف اگر انسان توجہ کرے تو آخر ایک ہستی کو ماننا پڑتا ہے کہ جس نے یہ سب پیدا کیا۔

پانچویں دلیل | پانچویں دلیل ہستی باری کی جو قرآن شریف نے دی ہے گو اسی رنگ کی ہے لیکن اس سے زیادہ زبردست ہے اور وہاں استدلال بالاولیٰ سے کام لیا گیا چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۝ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ

[1] البعرة تدل على البعير واثر القدم على السفير فالسماء ذات البروج والارض ذات فجاج اما تدل على قدير

یعنی بہت برکت والا ہے وہ جس کے ہاتھ میں ملک ہے وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے اسنے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون زیادہ نیک عمل کرتا ہے اور وہ غالب ہے بخشندہ ہے اسنے ساتوں آسمان بھی پیدا کئے ہیں اور انمیں آپس میں موافقت اور مطابقت رکھی ہے تو کبھی کوئی اختلاف اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں نہیں دیکھے گا پس اپنی آنکھ کو لوٹا کیا تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے دوبارہ اپنی نظر کو لوٹا کر دیکھ تیری نظر تیری طرف تھک کر اور ماندہ ہو کر لوٹے گی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تمام کائنات اتفاقاً پیدا ہو گئی اور اتفاقی طور سے مادہ کے ملنے سے یہ سب کچھ بن گیا اور سائنس سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا خود بخود جڑ کر آپ ہی چلتی جائے اور اسکا کوئی پھرانیوالا کوئی نہو لیکن انکا جواب اللہ تعالیٰ ان آیات میں دیتا ہے کہ اتفاقی طور سے جڑنیوالی چیزوں میں کبھی ایک سلسلہ اور انتظام نہیں ہوتا بلکہ بے جوڑی ہوتی ہے مختلف رنگوں سے ملکر ایک تصویر بنتی ہے لیکن کیا اگر مختلف رنگ ایک کاغذ پر پھینکدیں تو اس سے تصویر بن جائیگی اینٹوں سے مکان بنتا ہے لیکن کیا اینٹیں ایک دوسرے پر پھینکدینے سے مکان بنجائیگا۔ بالفرض محال اگر یہ مان لیا جائے کہ بعض واقعات اتفاقاً بھی ہو جاتے ہیں لیکن نظام عالم کو دیکھکر کبھی کوئی انسان نہیں کہسکتا کہ یہ سب کچھ آپ ہی ہو گیا مانا کہ خود بخود ہی مادہ سے زمین پیدا ہو گئی اور یہ بھی مان لیا کہ اتفاقاً ہی انسان پیدا ہو گیا لیکن انسان کی خلقت پر نظر تو کرو کہ کیا ایسی کامل پیدائش کبھی خود بخود ہو سکتی ہے، عام طور سے دنیا میں ایک صنعت کی خوبی سے اسکے صناع کا پتہ لگتا ہے ایک عمدہ تصویر کو دیکھکر فوراً خیال ہوتا ہے کہ کسی بڑے مصور نے بنائی ہے ایک عمدہ تحریر کو دیکھکر سمجھا جاتا ہے کہ کسی بڑے کاتب نے لکھی ہے اور جسقدر ربط بڑھتا جائے اُسی قدر اسکے بنانے یا لکھنے والے کی خوبی اور بڑائی ذہن نشین ہوتی جاتی ہے پھر کیونکر تصور کیا جاتا ہے کہ ایسی منتظم دنیا خود بخود اور یونہی پیدا ہو گئی ذرہ اسبات پر غور کرو کہ جہاں انسان میں ترقی کرنیکے قوٰی ہیں وہاں اُسے اپنے خیالات کو عملی صورت میں لانے کیلئے عقل دیگئی ہے اور اُسکا جسم بھی اُسکے مطابق بنایا گیا ہے چونکہ اسکو محنت سے رزق کمانا تھا اسلئے اسے مادہ دیا کہ چل پھر کر اپنا رزق پیدا کرے درخت کا رزق اگر زمین میں رکھا ہے تو اُسے جڑیں دیں کہ وہ اسکے اندر سے اپنا پیٹ بھرے اگر شیر کی خوراک گوشت رکھی تو اُسے شکار مارنے کیلئے ناخن دئے اور اگر گھوڑے اور بیل کیلئے گھاس کھانا مقدر کیا تو انکو ایسی گردن دی جو جھک کر گھاس پکڑ سکے اور اگر اونٹ کیلئے درختوں کے پتے اور کانٹے مقرر کئے تو اُسکی گردن بھی اونچی بنائی کیا یہ سب کارخانہ اتفاق سے ہو گیا اتفاق نے اسبات کو معلوم

کر لیا تھا کہ اونٹ کو گردن لمبی دوں اور شیر کو پنجے اور درخت کو جڑیں اور انسان کو ٹانگیں ہاں کیا یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ جو کام خود بخود ہو گیا اس میں اسقدر انتظام رکھا گیا ہو پھر اگر انسان کے لئے پھیپھڑا بنایا تو اسکے لئے ہوا بھی پیدا کی اگر پانی پر اسکی زندگی رکھی تو سورج کے ذریعہ بادلوں کی معرفت اسے پانی پہنچایا۔ اور اگر آنکھیں دیں تو انکے کارآمد بنانے کیلئے سورج کی روشنی بھی دی تاکہ وہ اسمیں دیکھ بھی سکے کان دئے تو ساتھ اسکے خوبصورت آوازیں بھی پیدا کیں زبان کیساتھ ذائقہ دار چیزیں بھی عطا فرمائیں ناک پیدا کیا تو خوشبو بھی مہیا کر دی ممکن تھا کہ اتفاق انسان میں پھیپھڑا پیدا کر دیتا لیکن اسکے لئے یہ ہوا کا سامان کیونکر پیدا ہو گیا اور ممکن تھا کہ آنکھیں انسانکی پیدا ہو جاتیں لیکن وہ عجیب اتفاق تھا کہ جسنے کروڑوں میلوں پر جاکر ایک سورج بھی پیدا کر دیا کہ تا وہ اپنا کام کر سکیں اگر ایکطرف اتفاق نے کان پیدا کر دئے تھے تو یہ کونسی طاقت تھی جس نے دوسری طرف آواز بھی پیدا کر دی برفانی ممالک میں مان لیا کہ کتے یا ریچھوں کو تو اتفاق نے پیدا کر دیا لیکن کیا سبب کہ ان کتوں یا ریچھوں کے بال اتنے لمبے بنگئے کہ وہ سردی سے محفوظ رہ سکیں اتفاق ہی نے ہزاروں بیماریاں پیدا کیں اتفاق ہی نے انکے علاج بنا دئے اتفاق ہی نے بچھو بوٹی جیسے چھونے سے خارش ہونے لگ جاتی ہے پیدا کی اور اسنے اسکے ساتھ پالک کا پودہ اگا دیا کہ اسکا علاج ہو جائے دہریوں کا اتفاق بھی عجیب ہے کہ جن چیزوں کیلئے موت تجویز کی انکے تناسل کا سلسلہ بھی قائم کر دیا اور جن چیزوں کے ساتھ موت نہ تھی وہاں یہ سلسلہ ہی نہیں رکھا انسان اگر پیدا ہوتا اور مرتا نہیں تو کچھ سالوں میں ہی دنیا کا خاتمہ ہو جاتا۔ اسلئے انکے ساتھ فنا لگا دی لیکن سورج اور چاند اور زمین نہ نئے پیدا ہوتے ہیں نہ گلے فنا ہوتے ہیں کیا یہ انتظام کچھ کم تعجب انگیز ہے کہ زمین اور سورج میں چونکہ کشش رکھی ہے اسلئے انکو ایکدوسرے سے اتنی دور رکھا ہے کہ آپس میں ٹکرا نہ جاویں کیا یہ باتیں اسبات پر دلالت نہیں کرتی ہیں کہ ان سب چیزوں کا خالق وہ ہے جو نہ صرف علیم ہے بلکہ غیر محدود علم والا ہے اسکے قواعد ایسے منضبط ہیں کہ ان میں کچھ اختلاف نہیں اور نہ کچھ کمی ہے مجھے تو اپنی انگلیاں بھی اسکی ہستی کا ایک ثبوت معلوم ہوتی ہیں مجھے جہاں علم دیا تھا اگر شیر کا پنجہ ملجاتا۔ تو کیا میں اس سے لکھ سکتا تھا۔ شیر کو علم نہیں دیا اسے پنجے دئے مجھے علم دیا لکھنے کیلئے انگلیاں بھی دیں۔

سلطنتوں میں ہزاروں مدبر انکی درستی کیلئے رات دن لگے رہتے ہیں لیکن پھر بھی دیکھتے ہیں کہ انسے ایسی ایسی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں کہ جن سے سلطنتوں کو خطرناک نقصان پہنچ جاتا ہے

بلکہ بعض اوقات بالکل تباہ ہو جاتی ہیں لیکن اگر اس دنیا کا کاروبار صرف اتفاق پر ہے تو تعجب ہے کہ ہزاروں دانا دماغ تو غلطی کرتے ہیں لیکن یہ اتفاق تو غلطی نہیں کرتا لیکن سچی بات یہی ہے کہ اس کائنات کا ایک خالق ہے جو بڑے وسیع عالم کا مالک اور عزیز ہے اور اگر یہ نہ ہوتا تو یہ انتظام نظر نہ آتا۔ اب جسطرف نظر دوڑاکر دیکھو تمہاری نظر قرآن شریف کے ارشاد کے مطابق خائب وخاسر واپس آئیگی اور ہر ایک چیز میں ایک انتظام معلوم ہوگا نیک جزا اور بد کار سزا پا رہے ہیں ہر ایک چیز اپنا مفوضہ کام کر رہی ہے اور ایکدم کیلئے سُست نہیں ہوئی یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے لیکن میں اسے یہیں ختم کرتا ہوں عاقل را اشارہ کافی است

دلیل ششم قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے منکر ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتے ہیں اور یہ بھی ایک ثبوت ہے انکے باطل پر ہونے کا کیونکہ اللہ تو اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ فتوحات دیتا ہے اور وہ اپنے مخالفوں پر غالب رہتے ہیں اگر کوئی خدا نہیں تو یہ نصرت اور تائید کہاں سے آتی ہے چنانچہ فرعون موسیٰ کی نسبت فرماتا ہے کہ قَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى یعنی جب حضرت موسیٰ نے اسے اطاعت الٰہی کی نسبت کہا تو اس نے تکبر سے جواب دیا کہ خدا کیسا خدا تو میں ہوں پس اللہ تعالےٰ نے اسے اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی ذلیل کر دیا چنانچہ فرعون کا واقعہ ایک بیّن دلیل ہے کہ کسطرح خدا کے منکر ذلیل وخوار ہوتے رہتے ہیں علاوہ ازیں دنیا میں کبھی کوئی سلطنت دہریوں نے قائم نہیں کی بلکہ دنیا کے فاتح اور ملکوں کے مصلح اور تاریخ کے بنانے والے وہی لوگ ہیں کہ جو خدا کے قائل ہیں کیا یہ انکی ذلت ونکبت اور قوم کی صورت میں کبھی دنیا کے سامنے نہ آنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔

ساتویں دلیل اللہ تعالیٰ کی ہستی کی یہ ہے کہ اسکی ذات کے ماننے والے اور اسپر ایمان رکھنے والے اور اسپر حقیقی ایمان رکھنے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں اور باوجود لوگوں کی مخالفت کے انپر کوئی مصیبت نہیں آتی خدا تعالیٰ کی ہستی کے منوانے والے ہر ملک میں پیدا ہوئے ہیں اور جسقدر انکی مخالفت ہوئی ہے اتنی اور کسی کی نہیں لیکن پھر دنیا اسکے خلاف کیا کرسکی رامچندر کو بن باس دینے والوں نے کیا سکھ پایا اور راون نے کونسی عشرت حاصل کرلی کیا رامچندر کا نام ہزاروں سال کیلئے زندہ نہیں ہوگیا اور کیا راون کا نام ہمیشہ کیلئے بدنام نہیں ہوا اور کرشن کی بات کا رد کرکے کوروں نے کیا فائدہ حاصل کیا کیا وہ کروکھیتر کے میدان میں تباہ نہوئے فرعون کا بادشاہ جو بنی اسرائیل سے اینٹیں بھتواتا تھا۔ اس نے موسیٰ سے بیکس انسان کی مخالفت کی مگر کیا موسیٰ کا کچھ بگاڑ

ملکا۔ وہ غرق ہوگیا اور موسیٰ بادشاہ ہوگئے حضرت مسیح کی دنیا نے جو کچھ مخالفت کی وہ بھی ظاہر ہے اور انکی ترقی بھی جو کچھ ہوئی پوشیدہ نہیں ان کے دشمن تو تباہ ہوئے اور ان کے غلام ملکوں کے بادشاہ ہوگئے۔ ہمارے آقا بھی دنیا میں سب سے زیادہ اس پاک ذات کے نام کے پھیلانے والے تھے یہاں تک کہ ایک یورپ کا مصنف کہتا ہے کہ انکو خدا کا جنون تھا (نعوذ باللہ) ہر وقت خدا خدا ہی کہتے رہتے تھے انکی ساتھ قوموں نے مخالفت کی اپنے پرائے سب دشمن ہوگئے مگر کیا پھر آپ کے ہاتھ پر دنیا کے خزانے فتح نہیں ہوئے اگر یہ خدا نہیں تو یہ تائید کس نے کی اگر یہ سب کچھ اتفاق تھا تو کوئی مبعوث تو ایسا ہوتا جو خدا کی خدائی ثابت کرنے آتا اور دنیا اسے ذلیل کر دیتی مگر جو کوئی خدا کے نام کو بلند کرنے والا اٹھا وہ معزز و ممتاز ہی ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ مَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول اور مومنوں سے دوستی کرتا ہے پس یاد رکھنا چاہیئے کہ یہی لوگ خدا کے ماننے والے ہی غالب رہتے ہیں۔

دلیل ہشتم

آٹھویں دلیل جو قرآن شریف سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں ملتی ہے یہ ہے کہ وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے جب کوئی انسان گھبرا کر آپ کے حضور میں دعا کرتا ہے تو وہ اسے قبول کرتا ہے اور یہ بات کسی خاص زمانہ کے متعلق نہیں بلکہ ہر زمانہ میں اسکے نظارہ موجود ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ یعنی جب میرے بندے میری نسبت سوال کریں تو انہیں کہدو کہ میں ہوں اور پھر قریب ہوں پکارنیوالے کی دعا کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہیئے کہ وہ بھی میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں اب اگر کوئی شخص کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ دعا خدا سنتا ہے کیونکہ نہ کہا جائے کہ اتفاقاً بعض دعا کرنے والے کے کام ہو جاتے ہیں جیسے بعض کے نہیں بھی ہوتے اگر سب دعائیں قبول ہو جائیں تب بھی کچھ بات تھی لیکن بعض کے قبول ہونے سے کیونکر معلوم ہو کہ اتفاق نہ تھا بلکہ کسی ہستی نے قبول کر لیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ دعا کی قبولیت اپنے ساتھ نشان رکھتی ہے چنانچہ ہمارے آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثبوت باری تعالیٰ کی دلیل میں یہ پیش کیا تھا کہ چند بیمار جو خطرناک طور پر بیمار ہوں چنے جائیں اور بانٹ لئے جائیں اور ایک گروہ کا ڈاکٹر علاج کریں اور ایک طرف میں اپنے حصہ والوں کیلئے دعا کروں پھر دیکھو کس کے بیمار اچھے

ہوتے ہیں اب اسطریق امتحان میں کیا شک ہو سکتا ہے چنانچہ ایک سگ گزیدہ جسے دیوانگی ہوگئی
اور جس کے علاج سے کسولی کے ڈاکٹروں نے قطعاً انکار کر دیا تھا اور کہدیا تھا کہ اسکا کوئی علاج نہیں
اسکے لئے مینے دعا کی اور وہ اچھا ہو گیا حالانکہ دیوانے کتے کے کاٹے ہوئے دیوانہ ہو کر کبھی اچھے نہیں ہوتے پس
دعاؤں کی قبولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو انہیں قبول کرتی ہے اور دعاؤں کی
قبولیت کسی خاص زمانہ سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ ہر زمانہ میں اسکے نمونے دیکھے جا سکتے ہیں جیسے پہلے زمانہ میں
دعائیں قبول ہوتی تھیں ویسی ہی اب بھی ہوتی ہیں

دلیل نہم

نویں دلیل قرآن شریف سے وجود باری کی الہام معلوم ہوتی ہے یہ دلیل اگرچہ مینے نویں نمبر پر
رکھی ہے لیکن درحقیقت نہایت عظیم الشان دلیل ہے جو خدا تعالےٰ کے وجود کو یقینی طور سے ثابت کر دیتی ہے
چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
یعنے اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اس دنیا اور اگلی دنیا میں پکی باتیں سُنا سُنا کر مضبوط کرتا رہتا ہے پس جبکہ ہر
زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک بڑی تعداد کیساتھ ہمکلام ہوتا رہتا ہے تو پھر اسکا انکار کیونکر درست ہو سکتا ہے اور نہ
صرف انبیاء اور رسولوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے بلکہ اولیاء سے بھی باتیں کرتا ہے اور بعض دفعہ اپنے کسی غریب بندہ
پر بھی رحم کر کے اسکی تشفی کیلئے کلام کرتا ہے چنانچہ اس عاجز سے بھی اُسنے کلام کیا اور اپنے وجود کو دلائل سے
ثابت کیا پھر یہی نہیں بعض دفعہ نہائت گندہ اور بد باطن آدمیوں سے بھی اُنپر حجت قائم کرنے کیلئے بول
لیتا ہے چنانچہ بعض دفعہ چوہڑوں چماروں کنچنیوں تک کو خوابیں اور الہام ہو جاتے ہیں اور اس بات کا
ثبوت کہ وہ کسی زبردست ہستی کیطرف سے ہیں یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ان میں غیب کی خبریں ہوتی
ہیں جو اپنے وقت پر پوری ہو کر بتا دیتی ہیں کہ یہ انسانی دماغ کا کام نہ تھا اور نہ کسی بدہضمی کا نتیجہ تھا اور بعض
دفعہ سینکڑوں سال آگے کی خبریں بتائی جاتی ہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہدے کہ موجودہ واقعات خواب میں
سامنے آگئے اور وہ اتفاقاً پورے بھی ہو گئے چنانچہ توریت اور قرآن شریف میں مسیحیوں کی ان ترقیوں کا جنکو
دیکھکر اب دنیا حیران ہے پہلے ذکر موجود تھا اور پھر صریح لفظوں میں تفصیل کیساتھ بلکہ ان واقعات کا
بھی ذکر ہے جو آئندہ پیش آنے والے ہیں مثلاً اذا العشار عطلت یعنی ایک وقت آتا ہے کہ اونٹنیاں
بیکار ہو جائینگی اور حدیث مسلم میں اسکی تفسیر یہ ہے ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا
یعنی اونٹنیوں سے کام نہ لیا جائیگا چنانچہ اس زمانے میں ریل کے اجراء سے یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ریل
کے متعلق نبی کریم صلعم کے کلام میں ایسے ایسے صاف اشارے پائے جاتے ہیں جن سے ریل کا نقشہ آنکھوں
میں پھر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ کلام نبوت میں بھی سواری ہے جو حبس ہوا سے چلیگی اور اپنے

آگے دھوئیں کا ایک پہاڑ رکھیگی اور سواری اور بار برداری کے لحاظ سے حمار کی جا بجا ہوگی اور چلتے وقت ایک آواز کریگی وغیر ذالک۔

دوم اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ یعنی کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شایع ہونا آجکل بباعث چھاپہ کی کلوں کے جسقدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اسکے بیان کی ضرورت نہیں۔

سوم اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ نوع انسان کے باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں کا طریق سہل ہوجانا کہ موجودہ زمانے سے بڑھکر متصور نہیں۔

چہارم تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ متواتر اور غیر معمولی زلزلوں کا آنا یہاں تک کہ زمین کا نپنے والی بنجائے سو یہ زمانہ اسکے لئے بھی خصوصیت سے مشہور ہے۔

پنجم وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا کوئی ایسی بستی نہیں جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہیں کرینگے یا کسی حد تک اسپر عذاب وارد نہیں کرینگے چنانچہ اسی زمانہ میں طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اس قدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی پھر اسلام تو ایسا مذہب ہے کہ ہر صدی میں اسکے ماننے والوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے ہیں جو الہام الٰہی سے سرفراز ہوتے رہتے ہیں اور خارق عادت نشانات سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک قادر و توانا مدبر بالارادہ ہستی ہے چنانچہ اس زمانہ کے مامور پر نہایت بیکسی و گمنامی کی حالت میں خدا نے وحی نازل کی یَاْتِیْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ (دیکھو براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۴۱) کہ ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور ایسی کثرت سے آئینگے کہ وہ راہیں عمیق ہوجائینگی تیری مدد وہ لوگ کرینگے جنکے دلوں میں ہم آپ القا کرینگے مگر چاہیئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئینگے بدخلقی نکرے اور چاہیئے کہ تو انکی ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ ایک شخص ایک گاؤں میں رہنے والا جس کے نام سے مہذب دنیا میں سے کوئی آگاہ نہ تھا یہ اعلان کرتا ہے پھر باوجود سخت مخالفتوں اور روکوں کے ایک دنیا دیکھتی ہے کہ امریکہ اور افریقہ سے لیکر تمام علاقوں کے لوگ یہاں حاضر رہتے ہیں اور آدمیوں کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ ان سب سے مصافحہ و ملاقات کرنا معمولی آدمی کا کام

نہیں دے سکتا ایک مختصر جماعت اپنے پیارے وطن کو چھوڑ کر یہاں رہنا اختیار کرتی ہے اور قادیان کا نام تمام دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے کیا یہ چھوٹی سی بات ہے اور یہ ایسا نشان ہے جسے معمولی نظر سے ٹال دیا جائے۔

دوم۔ عیسائیوں کی جماعت ڈوئی نے امریکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے ناپاک کلمات شائع کئے کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں وہ دن جلد آئے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جائے اے خدا تو ایسا ہی کر اے خدا اسلام کو ہلاک کر" تو صرف یہ حضور مسیح موعود ہمارے امام علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے اسکے مقابلہ میں اشتہار دیا کہ اے شخص جو مدعی نبوت ہے آ اور میرے ساتھ مباہلہ کر ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کرینگے کہ ہم سے جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو (ٹیلیگراف ۵ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء) لیکن اس نے رعونت سے کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو انکو کچل کر مار ڈالوں (ڈوئی کا پرچہ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء) مگر حضور مہدی نے فرمایا تھا اور اسی اشتہار ۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۳ء میں شائع کیا تھا کہ اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا تب بھی یقیناً سمجھو کہ اسکے صیحون پر جلد آفت آنے والی ہے اے خدا اور کامل خدا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔

پھر اسکے بعد معزز ناظرین سنو کیا ہوا وہ جو شہزادوں کی زندگی بسر کرتا تھا جسکے پاس سات کروڑ نقد تھا اسکی بیوی اور اس کا بیٹا دشمن ہو گئے اور باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولد الزنا ہے آخر اس پر فالج گرا پھر غم کے مارے پاگل ہو گیا آخر مارچ سنہ ۱۹۰۷ء میں بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ جیسا کہ خدا نے اپنے مامور کو پہلے … اور جیسا کہ حضرت اقدس نے ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۷ء کے اشتہار میں شائع فرمایا تھا خدا فرماتا ہے کہ میں … کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا ہلاک ہو کر خدا ک… …لی دنیا پرانی دنیا نئی دنیا دونوں پر حضور کی فتح تھی

…ے اکناف عالم میں لیکھرام تھا رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر … …ی دعا قبول کر کے مجھے خبر دی ہے کہ وہ چھ سال … …علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور میرے … …مرنے کی صورت میں … …ہے …



ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلا دیا گیا اور دریا میں اڑا دیا گیا تھا پھر ۲ اپریل ۱۸۹۳ء کو آپ نے ایک کشف دیکھا دیکھو برکات الدعا کا حاشیہ کہ ایک قوی ہیکل مہیب شکل جو گویا انسان نہیں ملائک شداد و غلاظ سے ہے وہ پوچھتا ہے کہ لیکھرام کہاں ہے پھر کرامات الصادقین کے اس شعر سے دن بھی بتا دیا ہے وبشرنی ربی وقال مبشرا ستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی عید سے دوسرے دن جمعہ والے دن اور سے الا اے دشمن نادان و بیراہ بترس از تیغ بران محمد۔ پانچ سال پہلے شایع کر کے قتل کی صورت بھی بتا دی آخر لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل کیا گیا اور سب نے متفق اللفظ مان لیا کہ یہ پیشگوئی بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہو کر اللہ کی ہستی کیلئے حجت قاطعہ ٹھہری پس الہام الہی ایک ایسی چیز ہے کہ اسکے ہوتے ہوئے خدا کا انکار کرنا نہایت بے حیائی بے شرمی ہوگی۔

دلیل دہم

دسویں دلیل جو ہر ایک نزاع کے فیصلہ کیلئے قرآن شریف نے بیان فرمائی ہے اس آیت سے نکلتی ہے کہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہمارے متعلق کوشش کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہ دکھا دیتے ہیں اور اس آیت پر جن لوگوں نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ نفع میں رہے ہیں وہ شخص جو خدا تعالے کا منکر ہو اسے تو ضرور خیال کر لینا چاہیئے کہ اگر خدا ہے تو اسکے لئے بڑی مشکل ہوگی پس اس خیال سے اگر سچائی کے دریافت کرنیکی اسکے دل میں تڑپ ہو تو اسے چاہیئے کہ گڑگڑا کر اور بہت زور لگا کر وہ اس رنگ میں دعا کرے کہ اے خدا اگر تو ہے اور جسطرح تیرے ماننے والے کہتے ہیں تو غیر محدود طاقتوں والا ہے تو پھر مجھ پر رحم کر اور مجھے اپنی طرف ہدایت کر اور میرے دل میں بھی یقین اور ایمان ڈالدے تاکہ میں محروم نہ رہ جاؤں اگر اسطرح کوئی شخص دعا کریگا۔ اور کم سے کم چالیس دن تک اسپر عمل کریگا تو خواہ اسکے دل [illegible] ہو اور وہ کسی ملک کا باشندہ ہو رب العالمین اسکو ضرور ہدایت [illegible] تعالی ایسے رنگ میں اسپر اپنا وجود ثابت کریگا کہ اسکے [illegible] اور یہ تو ظاہر ہے کہ اس طریق فیصلہ میں [illegible] اسپر عمل کرنا کیا مشکل ہے [illegible] شریف میں [illegible] اور [illegible]